



Research Journal

Noor e Tahqeeq

ISSN (P) 2519-6618, ISSN (E) 2521-0157

Lahore Garrison University, Lahore

JOURNAL PROFILE

Noor-e-Tahqeeq is a quarterly, HEC “Y” Category research journal of Lahore Garrison University, publishing peer-reviewed studies in Urdu language and literature since 2017. It provides a credible platform for original research and contemporary criticism.

CONTACT

Dr Muhammad Haroon Qadir
Editor, Noor e Tahqeeq
Department of Urdu
Lahore Garrison University,
Lahore, 0303-3330345

Email

lgunt@lgu.edu.pk

Website

<https://ojs.lgu.edu.pk/nooretahqeeq>

ISSUE DETAILS

Volume 9, No 03
July to September 2025
Page No: 28-35

DOI

<https://doi.org/10.54692/nooretahqeeq.2024.09032367>

HISTORY OF THE PAPER

Received on: June 12, 2025
Accepted on: July 5, 2025
Published on: Aug 19, 2025

PUBLISHED BY

Department of Urdu,
Lahore Garrison University
DHA Phase 6, Sector C,
Avenue 4, Lahore

TITLE OF THE PAPER

The Services of the Magazine *Saheefa* in the
Promotion of Pakistani Languages

رسالہ ’صحیفہ‘ کی پاکستانی زبانوں کے فروغ میں خدمات

AUTHOR

- **Dr Farzana Rani**
Education Officer,
PECTAA Field Office Bhakker
Education Department, Govt of Punjab

ABSTRACT

Majlis Taraqi Adab, Lahore, is a leading research, publishing, and academic institution in Pakistan. Its quarterly scholarly journal, Saheefa, occupies a distinguished place among Urdu research periodicals. Over the years, Saheefa has published a substantial body of work on the research and criticism of Urdu language, literature, and related disciplines. A distinctive feature of the journal is its attention to Pakistani languages, including Punjabi, Sindhi, Pashto, Balochi, Brahvi, and others, with Punjabi literature receiving particular prominence. Many of these contributions are accompanied by Urdu translations, primarily from Punjabi works. The journal’s first five years and the tenure of Ahmed Nadeem Qasmi in 1977 stand out for their literary significance. Articles published in Saheefa on Pakistani languages span research, critical analysis, and translation. This paper examines these contributions in detail, highlighting the role of Saheefa in promoting Pakistani languages and evaluating its services in the broader literary and scholarly context.

KEY WORDS

Saheefa, research, scholarly journal, Pakistani languages, Punjabi literature, Sindhi, Pashto, Balochi, Brahvi, Urdu translations, literary criticism, linguistic diversity.

رسالہ 'صحیفہ' کی پاکستانی زبانوں کے فروغ میں خدمات

زبان اللہ تعالیٰ کا وہ عطیہ ہے جو ہمارے خیالات کو ظاہر کرنے کا ایک اہم آلہ ہے۔ زبان کے ذریعے انسان اپنے تمام خیالات اور خواہشات کا اظہار کر سکتا ہے۔ زبان کے ذریعے انسان اپنے خیالات اور خواہشات کا اظہار کر سکتا ہے۔ زبان انسان کی سماجی زندگی کی وہ ضرورت ہے جس کے بغیر اس کی زندگی کے معمولات کا بہتر طور پر ادا ہونا ممکن نہیں ہے۔ سماجی رشتے ہی زبان کے ذریعے مضبوط ہوتے ہیں۔ یہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی بھی ضرورت بن چکی ہے۔ تمام علوم کا اظہار اور تدریس بھی اسی سے ہوتا ہے اور زبان ہی تعلیم کا ذریعہ بھی ہے۔ اقتدار حسین خاں لکھتے ہیں۔

”لسانیات کی رو سے زبان ایک ایسے خود اختیاری اور روایتی صوتی علامتوں کے نظام کو کہتے ہیں، جو

کوئی انسان اپنے سماج میں اظہار خیال کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔“ (۱)

زبان دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک عوامی زبان یا بولی اور دوسری ادبی زبان۔ عوامی بولی سب سے پہلے وجود میں آئی، اس کے بعد ادبی زبان۔ چونکہ انسان کی سوچوں اور خیالات کا ذریعہ زبان ہے اور زبان ہی ابلاغ کا سب سے بہتر ذریعہ ہے۔ اسی لیے یہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی سب سے بڑی ضرورت بن چکی ہے۔ پوری دنیا میں بے شمار زبانیں بولی جاتی ہیں اور ہر جگہ بسنے والے انسانوں سے رابطے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک سے زیادہ زبانوں سے واقفیت رکھتا ہو۔ جس طرح دنیا کے ہر خطے میں بے شمار زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں اور اپنے اپنے علاقوں کی ثقافت کی نمائندگی کرتی ہیں۔ پاکستانی زبانوں میں پنجابی، سرائیکی، پشتو، بلوچی، برہوی، کشمیری، سندھی وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سے ہر زبان کو اپنے علاقائی نصاب میں شامل ہونے کا حق حاصل ہے۔ سندھی کے بعد پشتو اور پنجابی بھی نصاب کا حصہ رہی ہے۔ اس کے علاوہ مرکزی سطح پر پاکستانی زبانوں کے تحت بھی ان زبانوں کی تدریس کی جاتی ہے۔ چنانچہ پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، سرائیکی اور کشمیری بھی جامعات کے نصاب میں شامل ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ان کی علاحدہ تدریس کے لیے نصاب اور کورسز بہت کم ہیں۔

پاکستانی زبانیں اور مجلہ: صحیفہ:

پاکستان میں بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ان میں زیادہ بولی جانے والی زبانیں چاروں صوبوں میں علاقائی سرکاری زبانیں بھی ہیں۔ یعنی پاکستان کے چاروں صوبوں میں پنجابی، سندھی، پشتو اور بلوچی کو صوبائی زبانوں کا درجہ حاصل ہے اور یہ زبانیں اپنے اپنے صوبوں عام طور پر بولی، لکھی اور پڑھی جاتی ہیں۔ مجلس ترقی ادب کالہا ہور کاسہ ماہی مجلہ ”صحیفہ“ اردو کے علمی و تحقیقی رسائل میں اپنا ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ صحیفہ کا اجرا جون ۱۹۵۷ء میں ہوا۔ علمی و ادبی صحیفہ میں اعلیٰ پائے کی علمی، تخلیقی، تنقیدی اور تحقیقی تحریریں شائع ہوتی رہی ہیں۔ (۲) اب یہ



ایک علمی و تحقیقی مجلے کے طور پر شائع ہو رہا ہے اور اس میں تخلیقی تحریریں شائع نہیں ہوتیں۔ مجلہ ”صحیفہ“ میں پاکستان کی علاقائی زبانوں پر بھی علمی و تحقیقی مقالات اور تخلیقی تحریریں شائع ہوتی رہی ہیں۔ ان کی وضاحتی فہرستیں یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

پنجابی زبان و ادب ہماری پرانی زبانوں میں سے ایک ہے۔ پنجابی کی سات بولیوں میں ماچھی، دوآبی، پوادھی، مالوی، مغربی پنجابی، بھٹیالی، ڈوگری وغیرہ شامل ہیں۔ ماجھامدھیہ سے بنا ہے۔ جس کے معنی وسط کے ہیں۔ اس طرح ماچھی کے معنی وسطی کے ہوئے۔ یہ پاکستان کے ضلع لاہور، شیخوپورہ اور فیصل آباد وغیرہ کے علاقوں میں زیادہ بولی جاتی ہے۔ جب کہ ہندوستان میں ضلع امرتسر اور ضلع گورداس پور میں بولی جاتی ہے۔ یہ معیاری پنجابی کہلاتی ہے۔ دوآبی جالندھر کی بولی ہے۔ مالوی یا ملوی ضلع فیروزپور اور ضلع بٹھینڈا میں بولی جاتی ہے۔ بھٹیالی ضلع فیروزپور کی بولی ہے۔ وہاں مسلمان بھٹی راجپوت یہ بولی بولتے تھے۔ ڈوگری جموں کی بولی ہے۔ ہڑپہ تہذیب کے بعد آریہ وادی سندھ میں آئے اور اپنے ساتھ یہ نئی زبان بھی لائے۔ آریائیوں کے بعد جو قومیں برصغیر میں آئیں جیسے مسلمان، وہ لسانی طور پر پنجابی زبان میں رچ بس گئے۔ اس وقت پنجابی اردو سے متاثر ہے۔ (۳)

مجلہ ”صحیفہ“ میں پنجابی زبان و ادب کے بارے میں متعدد علمی و تحقیقی مضامین شائع ہوتے رہے۔ ان میں زبان کے ساتھ ساتھ پنجابی شاعروں اور ادیبوں کے بارے میں مضامین بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ پنجابی زبان سے شاعری کے تراجم بھی ”صحیفہ“ میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔ ان دونوں موضوعات کی فہرستیں درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ فوزیہ چودھری، پنجابی سے اردو تراجم کی روایت۔ جولائی ۲۰۰۴
- ۲۔ غلام یعقوب انور، پنجابی علم و عریض [۱۴ اقساط] اپریل ۱۹۷۰، جولائی ۱۹۷۰، اپریل ۱۹۷۱، اپریل ۱۹۷۲
- ۳۔ جیلانی کامران، معراج نامہ، قادر نامہ اور دانٹے کی ڈیوائسز کا میڈی، اکتوبر ۱۹۶۸
- ۴۔ سمیع اللہ قریشی، ہیر وارث شاہ، یونانی صنمیاں اور الف لیلا کے حوالے، جولائی ۱۹۷۷
- ۵۔ شریف نجابہی، شلوک فرید، مارچ ۱۹۷۰
- ۶۔ شریف نجابہی، رگ وید سے شلوک فرید تک [غلام فرید] مارچ ۱۹۷۴
- ۷۔ ظفر خان، پنجابی اور اردو کے لسانی روابط [۶ اقساط] جنوری، اپریل، جولائی ۱۹۷۶، جنوری، جولائی ۱۹۸۷، اپریل ۱۹۸۹
- ۸۔ ظفر علی خان، مولانا، ہیر کے پانچ ہیر، جنوری ۱۹۸۴
- ۹۔ عین الحق فرید کوٹی، پنجابی اور دراوڑی زبانوں میں اضافی اور مفعولی علامتوں کا اشتراک، جولائی ۱۹۶۸
- ۱۰۔ غلام شبیر رانا، اقبال کے تصور عشق اور پنجابی کلاسیکی شعر کے تصور عشق میں مماثلت، اکتوبر ۱۹۸۸
- ۱۱۔ غلام شبیر رانا، خواجہ میر درد اور پنجابی زبانوں کے صوتی شعر میں فکری اشتراک، اپریل ۱۹۸۸
- ۱۲۔ منظور انور قریشی، آپ بیتی [پنجابی ادب] اگست ۱۹۶۰



- ۱۳۔ نور محمد قادری سید، سیف الملوک کا پہلا ایڈیشن، جولائی ۱۹۸۵
- ۱۴۔ شریف کنجاہی، ون دا بوٹا [پنجابی متن] جنوری ۱۹۵۸
- ۱۵۔ غلام مصطفیٰ صوفی تبسم، اقبال [اُردو، فارسی، پنجابی نظمیں] جولائی ۱۹۷۷
- ۱۶۔ غلام شبیر رانا، خواجہ غلام فرید اور علامہ اقبال، جنوری ۱۹۹۱
- ۱۷۔ شریف کنجاہی، خواجہ غلام فرید ایک ہمہ اوستی شاعر، ستمبر ۱۹۷۵
- اُردو تراجم:

- ۱۔ ریاض احمد شاد، اقبال کے پنجابی ترجمہ
- ۲۔ بشیر مندر، کھیت نصیبوں کے [مترجم: خالد احمد / نظم] مارچ ۱۹۷۶
- ۳۔ شریف کنجاہی، گھنا شجر ایک بن کا [مترجم: خالد احمد] جنوری ۱۹۷۶
- ۴۔ منیر نیازی، اج دادن وی اینوین لنگیا کوئی وی کم نہ ہو یا [مترجم: احمد مشتاق] مئی ۱۹۷۶
- ۵۔ انور علی، گڑکی بھیلی [مترجم: شاہدہ ریاض / کہانی] مارچ ۱۹۷۶

سندھی زبان

پنجابی کی طرح سندھی زبان کی جڑیں بھی پاکستان میں بولی جانے والی دیگر زبانوں کی تاریخ میں پیوست ہیں۔ سندھ پر شروع سے لے کر انگریزوں کے تسلط اور پھر پاکستان میں سیاسی حکومتوں کے جو ادوار گزرے ہیں، ان میں عرب دور، سومر دور، ہمدور، ارغون، مغل اور ترخان دور، کلبھوڑا دور اور تالپور شامل ہیں۔ پنجابی زبان پانچ دریاؤں کی سر زمین سے نسبت رکھتی ہے تو سندھی زبان دریائے سندھ کی نسبت سے موسوم ہے۔ (۴) انگریز جب برصغیر میں آئے تو انھوں نے سندھی زبان پر بہت تحقیق کی جس کے نتائج مختلف مضامین، رپورٹوں اور کتابوں کی شکل میں شائع ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد فسادات شروع ہوئے تو سندھی زبان کے ہندوادیوں، شاعروں اور عالموں کی اکثریت سندھ چھوڑ کر ہندوستان چلی گئی۔ یوں سندھی زبان و ادب کی اس علمی، ادبی اور تحقیقی روایت کا سلسلہ وقتی طور پر رک گیا جو ان کی مدد سے جاری تھا۔ قیام پاکستان کے بعد اس کمی کو پورا کرتے ہوئے سندھی ادبی بورڈ اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری ادارے قائم کیے گئے جنھوں نے اس علمی و تحقیقی روایت کو دوبارہ جاری کیا ہے۔ (۵) مجلہ ”صحیفہ“ میں سندھی زبان و ادب کے بارے میں علمی و تحقیقی مضامین شائع کیے ہیں:

- ۱۔ عبداللطیف بھٹائی، آجائے وہ رشک صبح خنداں [مترجم: حفیظ ہوشیار پوری] جنوری ۱۹۷۶
- ۲۔ حیدر سندھی، بروشکی [ایک قدیم اور زندہ زبان] جولائی ۱۹۹۲
- ۳۔ شفقت تنویر مرزا، سچل سرمست [سندھ میں اردو شاعری کی منفرد مثال] اپریل ۱۹۸۲



۴۔ امر جلیل، خونی رات [مترجم: نسرین انجم بھٹی] ستمبر ۱۹۷۸

۵۔ نور الہدی شاہ: نیا سورج [مترجم: پروین اختر شیرانی / کہانی] جنوری ۱۹۷۹

پشتو زبان و ادب:

پشتو زبان و ادب بھی ایرانی الا اصل زبانوں کے قبیلے سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ ہند یورپی زبانوں کے گروہوں کی آریائی شاخ سے متعلق ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ آریائی زبان ایران سے ہے۔ جب آریاؤں نے وادی سندھ میں قدم رکھا تو دریائے اٹک کے کناروں پر ایسی قوم آباد تھی جو دریا کو (سند) کہتی تھی اسی لیے آریاؤں نے اس دریا کو سند کا نام دیا جو بعد ازاں سندھ ہو گیا۔ اسی سند سے ہند، ہندکو، ہندوکش اور صوبہ سندھ کا نام پڑا۔ اس کی قدامت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ یہ ہندوستانی اور ایرانی زبانوں کے امتزاج سے وجود میں آئی ہے۔ پشتو زبان پر سامی زبانوں کا بھی اثر موجود ہے۔ (۶) محمد داؤد کیف اپنے ایک مضمون میں تحریر کرتے ہیں:

”پشتون عورتیں نڈر، بہادر، بے باک ہوتی ہیں مگر پھر بھی مردوں کے ہم پلہ نہیں ہو سکتیں۔ تمام پشتو لوک کہانیوں میں کہیں بھی ہیر رانجھا اور سسی پنوں کی طرح پہلے ہیر و سن اور بعد میں ہیر و کانا م نہیں آتا۔ یہاں شیریں سسی پنوں کی طرح پہلے ہیر و سن اور بعد میں ہیر و کانا نام نہیں آتا۔ یہاں شیریں فرہاد کے بجائے فرہاد شیریں اور یوسف خاں شیر بانو کہا جاتا ہے۔“ (۷)

پشتون لوگ بے حد جفاکش، محنتی اور جنگ جو ہیں۔ اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید پشتونوں کا ادب سے کوئی تعلق نہیں ہو گا مگر ایسا نہیں ہے کیوں کہ قصہ کہانی، شعر، ترنم وغیرہ دوسرے انسانوں کی طرح پشتونوں کی روح میں بھی رچے بسے ہیں دوسروں کی طرح پشتونوں میں بھی نائیاں اور دادیاں اپنے بچوں کو جو کہانیاں سناتی ہیں، بچپن سے بڑھاپے تک اس کا اثر ہماری تہذیب و ثقافت میں موجود رہتا ہے۔ پشتو لوک کہانیوں میں فتح خان، یوسف خاں شیر بانو، میمونے، آدم خاں، شیرینی وغیرہ شامل ہیں۔ مجلہ صحیفہ میں پشتو زبان و ادب کے بارے میں بے شمار علمی و تحقیقی مضامین شائع کیے ہیں جن کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ خاطر غزنوی، پشتو ادب کے جرگوں کی تاریخ، اکتوبر ۲۰۰۶

۲۔ سعد اللہ خان، حسین کی پشتو شاعری، جولائی ۱۹۹۰

۳۔ میر عبد الصمد خاں، بابائے پشتو شاعر، خوش حال خاں خٹک، ستمبر ۱۹۵۹

۴۔ عبد الکانی ادیب، پشتو ٹپے کا انقلابی پہلو، جولائی ۱۹۸۲

۵۔ عبد الکانی ادیب، پشتو صحافت کی کہانی، ستمبر ۱۹۸۰

۶۔ فرحت شاہ جہاں پوری، اقبال و خوش حال کی اقدار مشترک کے تعین میں عبد الصمد خاں کی مساعی کا جائزہ، جولائی ۱۹۶۲



۷۔ سعد اللہ خاں، رحمان بابا عطیہ رحمان، اپریل ۱۹۹۳

تراجم

۱۔ خوش حال خاں ٹٹک، رقم کروں جو دل سوختہ کے درد کا باب [مترجم: خاطر غزنوی] مئی ۱۹۷۶

۲۔ رحمان بابا، رحمان بابا کے سات نشتر، [مترجم: محسن احسان] جولائی ۱۹۷۶

کشمیری زبان و ادب:

کشمیر کی لسانی تاریخ بہت پرانی ہے۔ جہاں وادی سون میں آبادی کے آثار ملے ہیں اسی دور کے انسانی آثار وادی کشمیر میں بھی ملے ہیں۔ کشمیری زبان ہند آریائی زبانوں کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ بلتی، چترالی، کوهستانی اسی کی شاخیں ہیں۔ جب مسلمان وادی کشمیر میں داخل ہوئے تو آہستہ آہستہ سنسکرت میں اپنا مقام کھو دیا اور پھر ختم ہو گئی۔ اس کی جگہ کشمیر کی عوامی زبانوں نے سنبھالی۔ اس میں کشمیری بھی شامل تھی۔ کشمیری زبان کو ہند آریائی گروہ کی شاخ بتایا جاتا ہے۔ اس کو گوجری بھی کہا جاتا ہے۔ (۸) مجلہ ”صحیفہ“ نے کشمیری زبان بہت سے علمی و تحقیقی مضامین شائع کیے جن کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ نور حسین، گوجری لوگ گیتوں میں دریائے راوی، [مترجم: یوسف حسین] اپریل ۱۹۸۹

۲۔ یوسف حسن، قدیم گوجری [زبان میں] دو ہے [پندرہویں صدی تک] اپریل ۱۹۹۲

بلوچی زبان و ادب:

بلوچی زبان و ادب کی ساخت میں نہ تو عربی کا عنصر نظر آتا ہے نہ فارسی کا اس لیے بلوچی زبان ایک مختلف زبان محسوس ہوتی ہے۔ بلوچی زبان اردو کے مزاج سے بھی مختلف ہے۔ بلوچی میں بہت کم دراوڑی عناصر یا براہوئی زبان کے عناصر ملتے ہیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر عطش درانی لکھتے ہیں:

”جب آریائی لوگ مغرب سے نقل مکانی کرتے ہوئے ایران سے برصغیر میں وارد ہوئے تو بعض قبائل نے بلوچستان کے پہاڑوں میں بودباش اختیار کر لی۔ ہر چند کہ بلوچی کو قدیم فارسی کی ہم عصر سمجھا جاتا ہے۔ تاہم بعد ازاں اس میں ویدک زبان سے بھی لفظی لین دین جاری رکھا جس کا ثبوت بلوچی زبان کے سرمائے الفاظ کے مطالعے سے بھی ملتا ہے۔“ (۹)

مجلہ ”صحیفہ“ نے بلوچی زبان و ادب میں بہت سے علمی و تحقیقی مضامین شائع کیے جن کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ بلوچستان میں بولی جانے والی زبان کا تقابلی مطالعہ [ایک جائزہ] اپریل ۱۹۹۹

۲۔ جام درک، نظم [مترجم: میر خدا بخش، بھارانی مری] جنوری ۱۹۹۶



۳۔ جیو امرزا، جوانی اور بڑھاپا [مترجم: میر خدابخش بشارانی مری] جولائی ۱۹۷۶

براہوئی زبان و ادب:

بلوچستان میں بولی جانے والی قدیم زبانوں میں ایک براہوئی زبان بھی ہے۔ اس زبان کے بولنے والے زیادہ تر بلوچستان میں رہتے ہیں۔ براہوئی ان قدیم زبانوں میں شامل ہے جن کا سیکھنا مشکل ہے۔ یہ زبان بلوچستان کے علاوہ سندھ جنوبی افغانستان، مشرقی ایران، جنوبی افریقہ اور ترکمانستان میں بھی بولی جاتی ہے۔ (۱۰) بلوچستان میں یہ زبان کثرت سے بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ یہ زبان جتنے بڑے علاقے میں بولی جاتی ہے اتنی ہی غیر معروف ہے۔ سندھ اس زبان کو بولنے والے خود کو براہوئی جب کہ بلوچستان، ایران اور افغانستان میں بلوچ کہلاتے ہیں۔ مجلہ ”صحیفہ“ میں براہوئی زبان و ادب کے بارے میں بہت سے علمی و تحقیقی مضامین شائع ہوئے جن کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ صغیر خان، پہاڑی زبان، جولائی ۲۰۰۰

۲۔ شہزاد منیر، اردو اور شمالی علاقہ جات، اپریل ۲۰۰۶

۳۔ محمد پریش شاہین، شمالی علاقہ جات کا لسانی جائزہ، جنوری ۱۹۹۶

۴۔ انور رومان، براہوئی کا ایک گیت [براہوئی لغت کی روشنی میں] اپریل ۱۹۶۸

۵۔ ملا فقیر محمد براہوئی، چاند، [مترجم: عبدالرحمن براہوئی] مارچ ۱۹۷۷

مجلہ صحیفہ نے پاکستانی زبانوں کی ترویج، تحقیق اور تنقید میں ایک نمایاں اور دیرپا کردار ادا کیا ہے۔ پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، براہوی اور کشمیری زبان و ادب پر شائع ہونے والے مضامین اور تراجم نہ صرف ان زبانوں کی لسانی و ادبی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں بلکہ قومی سطح پر ان کی شناخت اور وقار کو بھی مستحکم بناتے ہیں۔ اس مجلے نے مختلف ادوار میں علاقائی زبانوں کے ممتاز شعراء، ادباء اور فکری شخصیات پر تحقیقی مقالات، لسانی مطالعات، اور معیاری تراجم شائع کر کے علمی ذخیرے میں گراں قدر اضافہ کیا۔ احمد ندیم قاسمی کے دورِ نظامت سمیت دیگر ادوار میں صحیفہ نے اردو اور علاقائی زبانوں کے مابین فکری و تہذیبی ربط کو مضبوط بنانے میں اہم خدمات انجام دیں۔ یہ تحقیقی و ادبی کاوشیں نہ صرف پاکستان کے کثیر لسانی ورثے کی عکاس ہیں بلکہ آئندہ نسلوں کے لیے ایک قیمتی حوالہ بھی فراہم کرتی ہیں۔ اس طرح صحیفہ پاکستانی زبانوں کے فروغ میں ایک مستند، موثر اور مستقل حوالہ بن چکا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ اقتدار حسین خان، ڈاکٹر، لسانیات کے بنیادی اصول، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاوس، ۱۹۸۵ ص: ۱۵



۲۔ فرزانہ رانی، ڈاکٹر، اردو ادب کے فروغ میں مجلہ صحیفہ کی خدمات (تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی اردو)، اسلام آباد: علامہ اقبال او

پن یونیورسٹی، ۲۰۲۳ء

۳۔ عطش درانی، ڈاکٹر، پاکستانی زبانوں کی تدریس، نذیر سنز، لاہور: ایجوکیشنل پبلشرز، ص: ۲۰ تا ۳۰

۴۔ مظہر جمیل سید، مختصر تاریخ زبان و ادب سندھی، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ص: ۴۷-۴۸

۵۔ حیدر سندھی، پروفیسر ڈاکٹر، سندھی زبان و ادب کی تاریخ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ص: ۱۹ تا ۱۹

۶۔ حنیف خلیل، مختصر تاریخ زبان و ادب پشتو، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۰۹ء، ص ۲ تا ۹

۷۔ محمد داؤد کیف، مضمون پشتولوک کہانیاں: مختصر جائزہ اخبار اردو، اسلام آباد، ادارہ فروغ زبان پاکستان، ص ۴۰

۸۔ عطش درانی، ڈاکٹر، پاکستانی زبانوں کی تدریس، ص: ۳۰ تا ۴۰

۹۔ ایضاً، ص: ۲۳

۱۰۔ افضل مراد، مختصر تاریخ زبان و ادب براہوئی، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۰۹ء، ص: ۱۴ تا ۱۴